روزنامہ

الفضل

C.P.L 29-FD ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

ہفتہ 3 ستمبر 2005ء 28 رجب 1426 ہجری 3 تبوک 1384 ھش جلد 55-90 نمبر 196

سجدہ کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سجدوں میں یہ دعا بھی کرتے تھے۔

اے اللہ میرے سب گناہ بخش دے۔ چھوٹے بڑے پہلے اور بعد کے اور پوشیدہ اور ظاہر (سب معاف فرمادے)

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب مایقال فی الرکوع حدیث نمبر:745)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

دیکھو! یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو کہ میں گناہ سے پرہیز کروں گا۔ یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے بلکہ خداتعالیٰ کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہوگی جبکہ دلوں میں تبدیلی اور خداتعالیٰ کا خوف ہو؛ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے تو وہی برے خیالات اور حالات رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے اگر یہ نہیں ہے تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان ان سب گناہوں سے بچ سکے جو کہ اسے مصری پر چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔ مگر خوف ہی ایک ایسی شئے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔ مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے۔ جب اسے معلوم ہو کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے اور موت آئی، تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک نہیں پھٹکتے۔ اس کی وجہ صرف خوف ہے۔ پس جبکہ لایعقل حیوان بھی خوف کے ہوتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں تو انسان جو عقلمند ہے، اسے کس قدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ امر بہت ہی بدیہی ہے کہ جس موقعہ پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے اس موقعہ پر وہ جرم کی جرأت ہرگز نہیں کرتا۔

مثلاً طاعون زدہ گاؤں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جاوے، تو کوئی بھی جرأت کر کے نہیں جاتا حتیٰ کہ اگر حکام بھی حکم دیویں تو بھی ترساں اور لرزاں جائے گا اور دل پر یہ ڈر غالب ہوگا کہ کہیں مجھ کو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورا کر کے وہاں سے بھاگے۔

پس گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا ہے۔ لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو۔ اس کے لئے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے۔ جس قدر خداتعالیٰ کی معرفت زیادہ ہوگی اسی قدر خوف زیادہ ہوگا۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 95)

مریم شادی فنڈ

حضرت امام جماعت رابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ''مریم شادی فنڈ'' ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا۔''

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

الفضل خرید کر مطالعہ کریں

ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ اور نشر واشاعت کے اس دور میں دنیا کی اقوام اور ممالک کے حالات و واقعات سے آگاہ رہنے اور ہر قسم کی معلومات حاصل کرنے میں بہت آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ مادی ترقیات کی طرف بھاگتی اس دنیا میں لاتعداد اخبارات ورسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ موجود ہیں۔ لیکن روزنامہ الفضل ان سب میں منفرد ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ جس کا اولین مقصد احباب جماعت کی دینی، تربیتی، تعلیمی اور اخلاقی پیاس کو بجھانا ہے یہ ایک ایسی روحانی نہر ہے جس سے ہر چھوٹا، بڑا، مرد اور عورت یکساں سیراب ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نہ صرف خود اس کا مطالعہ کریں بلکہ اپنے قرب وجوار میں رہنے والے احمدی احباب کو بھی خرید کر پڑھنے کی ترغیب دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

مشعل راہ

آباءواجداد کی قربانیوں کو زندہ کریں

حضرت امام جماعت خامس فرماتے ہیں:۔

یاد رکھیں کہ یہ فیض، یہ فضل، جیسا کہ مَیں نے کہا ان لوگوں کی قربانیوں کی ہی وجہ سے ہے جو آج ہم پر ہے۔ اور آج آپ کی اس قربانی کی وجہ سے اسی طرح بڑھ کر یہ فیض اور فضل آپ کی نسلوں میں، آپ کی اولادوں میں جاری ہو جائے گا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ اس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اسے بڑھاتا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جیسے تم میں کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور بڑا جانور بنا دیتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ باب لا یقبل اللّٰہ صدقۃ من غلول)

تو یہ ہے اللہ کے رسول ﷺ کا وعدہ اور یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ میں بڑھاتا ہوں اور اتنا بڑھاتا ہوں کہ سات سو گنا تک بڑھا دیتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پس اس بات پر خوفزدہ نہ ہوں کہ اتنے لمبے عرصے کے کھاتے کس طرح زندہ کئے جائیں۔ جتنا زیادہ سے زیادہ پیچھے جا کر اپنی توفیق کے مطابق کھاتے زندہ کر سکتے ہیں، وہ کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی دیکھیں۔ اور پھر جوں جوں اللہ تعالیٰ فضل بڑھاتا چلا جائے گا آپ کی توفیق بھی بڑھتی جائے گی۔ پھر یہ بھی خواہش ہو گی کہ مَیں وہ تسلسل قائم رکھوں اور کوئی بیچ میں سال ایسا نہ ہو کہ خالی گیا ہو۔ اگر ایسے لوگ کچھ دیتے ہیں تو دفتر بھی یہ خیال رکھے صرف تسلسل کے پیچھے نہ پڑ جائیں، قواعد کی زیادہ پیچیدگیوں میں، اگر کوئی کھاتے زندہ کرنا چاہتا ہے تو کھاتے زندہ کر دیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے۔ اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال و متاع برباد کر۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللّٰہ فاما من اعطی واتقی ......)

تو یہ ایک اور ترغیب ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنے والدین کی قربانیوں کی طرف توجہ نہیں کی۔ اپنے لئے بھی اور اپنے والدین کی قربانیوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ پس جلدی سے آگے بڑھیں اور فرشتوں کی دعائیں لینے والے بنیں تا کہ آپ کی اولادیں بھی اس قربانی سے فیض پاتی رہیں۔ یہی سب سے بڑا خزانہ ہو گا جو آپ اپنی اولادوں کے لئے ان دعاؤں کا چھوڑ کر جائیں گے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے، ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کو راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ)

پرانے بزرگوں کے کھاتوں کے علاوہ تو ماشاء اللہ اس وقت جو بعض جگہوں پہ قربانی کا معیار ہے۔ جماعت میں بہت اعلیٰ معیاری قربانیاں ہیں۔ جماعت قابل رشک نمونے دکھاتی ہے اور دکھا رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال یہ سلسلہ آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا ہے لیکن ان معیاروں کو قائم رکھنے کے لئے اپنی آئندہ نسلوں کو بھی تلقین کرتے رہیں۔

(الفضل 4 جنوری 2005ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

اعلان داخلہ

پنجاب یونیورسٹی فیکلٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور نے درج ذیل چار سالہ ڈگری پروگرامز میں داخلے کا اعلان کیا ہے۔ (i) بی ایس سی کیمیکل انجینئرنگ (پٹرولیم اینڈ گیس ٹیکنالوجی، بائیو کیمیکل انجینئرنگ، انوائرمینٹل انجینئرنگ) (ii) بی ایس سی میٹالرجی اینڈ میٹریلز انجینئرنگ (iii) بی ایس سی الیکٹرانکس اینڈ ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ۔ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2005ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے روزنامہ جنگ مورخہ 29۔ اگست 2005ء ملاحظہ کریں۔

پنجاب یونیورسٹی (گوجرانوالہ کیمپس) نے درج ذیل کورسز میں داخلے کا اعلان کیا ہے (i) ایم بی اے (ii) بی بی اے (iii) ایم کام (iv) بی کام (v) ماسٹر آف انفارمیشن ٹیکنالوجی (vi) بی ایس سی آنرز ان کمپیوٹر سائنس (vii) ایل ایل بی۔ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 15 ستمبر 2005ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے روزنامہ جنگ مورخہ 29۔ اگست 2005ء ملاحظہ کریں۔

یونیورسٹی آف سرگودھا نے درج ذیل فیلڈز میں چار سالہ بیچلر آف سائنس ڈگری میں داخلے کا اعلان کیا ہے۔ (i) بی ایس کیمسٹری (ii) بی ایس بیالوجی (iii) بی ایس اکنامکس (iv) بی ایس بزنس سٹڈیز اینڈ اکاؤنٹنگ (v) بی ایس کمپیوٹر سائنس۔ درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ 12 ستمبر 2005ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے روزنامہ ڈان مورخہ 29۔ اگست 2005ء ملاحظہ کریں۔

گورنمنٹ کالج آف فزیکل ایجوکیشن فیروز پور روڈ لاہور نے درج ذیل کورسز میں داخلے کا اعلان کیا ہے۔ (i) ایم اے فزیکل ایجوکیشن پارٹ ون (ii) ڈپلومہ ان فزیکل ایجوکیشن۔ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 15 ستمبر 2005ء ہے۔ مزید معلومات کیلئے اس فون نمبر (042-5761004) پر رابطہ کریں۔

پنجاب یونیورسٹی ہیلے کالج آف کامرس لاہور نے چار سالہ بی کام (آنرز) میں داخلے کا اعلان کیا ہے درخواست فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 8 ستمبر 2005ء ہے مزید معلومات کیلئے روزنامہ جنگ مورخہ 30۔ اگست 2005ء ملاحظہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

ولادت

مکرم ڈاکٹر الحاج ملک نسیم اللہ خان صاحب النصرت چلڈرن کلینک ریلوے روڈ لکھتے ہیں کہ میری نسبتی ہمشیرہ مکرمہ سعدیہ مبارکہ صاحبہ اور مکرم طارق احمد رشید صاحب مربی سلسلہ فجی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 26۔ اگست 2005ء کو دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کے بعد تیسری بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت امام جماعت خامس نے ازراہ شفقت نومولودہ کا نام سبیکہ ہالہ طارق تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم رشید احمد طارق ناصر آباد شرقی کی نواسی اور مکرم ہمایوں اقبال اختر صاحب دارالنصر منعم کی پوتی ہے احباب سے نومولودہ کی صحت و سلامتی اور نیک قسمت والی ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

☆ مکرم محبوب احمد سیٹھی صاحب اسلام آباد تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم ڈاکٹر مقبول ثانی سیٹھی صاحب اور مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ طاہر صاحبہ کو مورخہ 5 جولائی 2005ء کو لندن میں پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی خدا کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور حضور انور نے ازراہ شفقت بچی کا نام ایمن عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم سیٹھی مقبول احمد صاحب جو کہ 1974ء میں جہلم میں راہ مولا میں قربان ہوئے تھے کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر داؤد احمد طاہر صاحب کراچی کی نواسی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ بچی کو لمبی باصحت زندگی عطا کرے خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

☆ مکرمہ فریال ضیاء صاحبہ اہلیہ مکرم جری اللہ صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتی ہیں کہ میری پھوپھی زاد بہن مکرمہ سعدیہ صدیق صاحبہ اہلیہ مکرم ذیشان خان صاحب امریکہ کا 29 جولائی 2005ء کو شدید ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اور مسلسل ایک ماہ سے I.C.U میں ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ شفا عطا کرے اور صحت و تندرستی والی لمبی زندگی دے۔

☆ مکرم عبدالسلام عارف صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ میرے چھوٹے بیٹے عطاء القاسم کا بازو ٹوٹ گیا ہے۔ بچہ کھیلتے ہوئے گر گیا تھا علاج جاری ہے احباب جماعت کی خدمت میں خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو جلد صحت عطا فرمائے۔ ہر قسم کی پیچیدگی سے بچائے۔

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

مکرم نصراللہ خان ناصر صاحب

جماعت احمدیہ کے بطل جلیل

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو حضرت بانی سلسلہ کے رفقاء میں بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اپنے علم، زہد و اتقاء، عشق و محبت اور قربانیوں کے لحاظ سے آپ ایک بے مثال وجود تھے۔ آپ علم و معرفت کے بحر موّاج تھے جس نے علمی دنیا میں ایک لمبے عرصہ تک تلاطم برپا کئے رکھا۔

حضرت بانی سلسلہ نے جب 1902ء میں حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو مع چند ساتھیوں کے موضع مد ضلع امرتسر میں ایک مباحثہ کے لئے بھیجا اور پھر اسی مباحثہ کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے رسالہ اعجاز احمدی شائع فرمایا:

حضرت بانی سلسلہ کے ان اشعار سے جو خراج تحسین حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب کو پیش کیا گیا ہے اس سے آپ کا مقام و مرتبہ واضح ہے۔ آپ کی طویل علمی زندگی تاریخ احمدیت کا قیمتی سرمایہ ہے۔ یہ مضمون ان تفصیلات کا متحمل نہیں ہوسکتا اس کے بعض پہلوؤں کو ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

خاندانی پس منظر

آپ کا خاندان سادات سے تعلق ہے۔ آپ کے ایک جد امجد سید حسن پشاوری ہیں جو حضرت سید شاہ محمد غوث لاہوری کے والد تھے۔ آپ کا شجرہ چوبیسویں پُشت پر حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے ننھیال علاقہ مظفر آباد کشمیر کے موضع گھنڈی کے رئیس سلطان قطب الدین خان ہیں۔ آپ کے والد ماجد سید محمد حسن شاہ صاحب کی چار شادیاں تھیں۔ تیسری شادی رئیس سلطان قطب الدین خان کی بیٹی سے ہوئی جس سے چار بیٹے تھے۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب ایک عالم باپ کے بیٹے تھے۔ آپ کے والد ماجد نے متعدد علماء سے تحصیل علم کیا۔ انہیں حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب (امام جماعت اول) سے تحصیل علم کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے والد ماجد بھی احمدیت میں داخل ہوئے اور انہیں بھی حضرت بانی سلسلہ کی رفاقت کا شرف حاصل تھا۔

ولادت اور تعلیم

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا بیان ہے کہ اندازاً انیسویں صدی کے وسط یعنی 1845ء کے لگ بھگ آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ موضع گھنڈی ضلع مظفر آباد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ قریباً ساڑھے چار سال کی عمر میں آپ کو پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا۔ بغدادی قاعدہ کے بعد آپ نے دس ماہ میں کلام پاک ناظرہ ختم کرلیا جو آپ کی غیر معمولی ذہانت اور محنت کا نتیجہ ہے۔ آپ کے استاد مختار الدولہ وزیر کابل کے پوتے عبداللہ خان نامی تھے جو آپ کے والد ماجد کے بھی شاگرد تھے۔

حصول تعلیم کے لئے آپ نے اپنے گھر کو خیر باد کہا جبکہ آپ کی عمر 13 سال کے لگ بھگ تھی۔ آپ نے اپنے خاندانی طریق کے مطابق ایک ملازم میاں بگا کو اپنا ہمراز بنایا۔ اسے راضی کرلیا۔ اور گھر سے نکل گئے۔ آپ نے حصول علم کے لئے جگہ جگہ کی خاک چھانی، کوئی موزوں اور مناسب استاد میسر نہ آیا۔ تحصیل علم کے لئے آپ نے داتہ (ہزارہ) پشاور، لاہور اور بالآخر دیو بند میں تعلیم حاصل کی۔ دیو بند دارالعلوم میں آپ نے مشکوٰۃ کا دور کیا۔ آپ نے تفسیر میں بیضاوی، اصول میں توضیح وتلویح اور مسلم الثبوت اور بعض کتب پڑھیں۔ اسی طرح طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔

دارالعلوم دیو بند میں آپ نے جو امتحان پاس کیا اس میں مولوی محمد حسن اول مدرس نے سند میں تحریر کیا کہ میں تئیس سال سے اس مدرسہ میں پڑھاتا رہا ہوں اس عرصہ میں تین بے مثل طالب علم میرے پاس آئے۔ مولوی محمد بنگالی کہ اسے اعتراض پیدا کرنے میں بہت کمال حاصل تھا۔ دوسرے ایک پنجابی مولوی کہ مشکل اور پیچیدہ عبارت کو بھی صحیح طور پر حل کر لیتے تھے۔ اور تیسرے سرور شاہ صاحب کہ ان کا ذہن کبھی غلط بات کی طرف جاتا ہی نہیں جو نئی بات کہتے ہیں وہ نہایت معقول ہوتی ہے۔

قبول احمدیت

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب ایک پاک طینت اور نیک فطرت انسان تھے جنہیں اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کیا کرتا۔ اور ایسے لوگوں کو رحمت اور فضل سے ہدایت کے چشمہ سے سیراب فرما دیتا ہے۔ آپ نے حضرت بانی سلسلہ کا ذکر سنا تھا۔ جستجو بھی کی تھی کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ حضرت بانی سلسلہ سچے ہیں یا نہیں۔ ایک دفعہ حضور لاہور تشریف لائے مگر آپ کو جائے رہائش کا علم نہ ہوسکا اور آپ ملاقات نہ کرسکے۔

حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین صاحب جب حضرت بانی سلسلہ کے پاس جاتے ہوئے لاہور تشریف لاتے تو حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب اپنے والد کی ہدایت کے مطابق ان کے ساتھ ضرور ملاقات کرتے۔

اسی اثناء میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کا لاہور میں مباحثہ ہوا اور یہی مباحثہ محرک ثابت ہوا مباحثہ لدھیانہ کا۔ جہاں حضرت سید سرور شاہ صاحب کو بھی لدھیانہ جانے کا اتفاق ہوا اور حضرت بانی سلسلہ کے ساتھ بھی تین گھنٹے تک صحبت نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپ کو بعض خواب آئے جس سے آپ کی طبیعت پر خاصا اثر تھا اور آپ حضرت بانی سلسلہ کی طرف مائل ہو چکے تھے۔

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کے اعلان بیعت سے کچھ عرصہ قبل جب آپ زیادہ بیمار ہوئے اور ہری پور کے ہسپتال میں آپ کو علاج کروانا پڑا تو اس بیماری میں ہی آپ نے بعض خوابیں دیکھیں جن سے آپ کے دل پر صداقت کھل گئی اور آپ نے اپنی بیعت کا خط لکھ دیا۔ بعض مصلحتوں کی بناء پر آپ کو مشورہ دیا جاتا رہا کہ آپ اپنی بیعت کا اعلان نہ کریں مگر حضرت اقدس نے اس مشورہ کو ناپسند کیا چنانچہ جونہی آپ کو حضرت اقدس کا خط ملا کہ فوراً اعلان بیعت کردو آپ نے پورا خط پڑھے بغیر کھڑے ہو کر اعلان کردیا کہ میری بیعت کی قبولیت کا خط قادیان سے آگیا ہے اور آج سے میں احمدی ہوگیا ہوں۔

ہجرت قادیان

قبول حق کے بعد آپ کی سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ آپ اڑھائی سال تک مشن ہائی سکول پشاور میں عربی فارسی کے استاد کے طور پر کام کرتے رہے۔ آپ پہلی دفعہ موسم گرما کی تعطیلات میں قادیان آئے آپ نے خواب میں قادیان کا جو نقشہ دیکھا ہو بہو اس کے مطابق پایا اور خواب میں جہاں سٹیشن دیکھا وہاں پر دسمبر 1928ء میں گاڑی آئی اور باوجود سکھ، ہندو اور دیگر غیر از جماعت کی مخالفت کے خواب کے مطابق وہیں سٹیشن بنا۔ قادیان میں چند دن قیام کے بعد آپ واپس چلے گئے۔ دوبارہ حضرت بانی سلسلہ کی اجازت سے 1901ء میں مستقل قادیان میں سکونت اختیار کرلی۔ اسی اثناء میں آپ نے سفر کشمیر اختیار کیا اور چھ ماہ کے بعد پھر قادیان تشریف لے آئے۔

شادیاں اور اولاد

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی پہلی شادی سید محمد اشرف شاہ صاحب سکنہ داتہ ضلع ہزارہ کی بیٹی سے ہوئی جو آپ کے دادا کے چچازاد بھتیجے کی بیٹی تھی۔ آپ کے خسر احمدیت سے قبل وفات پا گئے تھے جبکہ خوشدامن زندہ تھیں۔ آپ کے برادر نسبتی سید سرور شاہ صاحب مرحوم حضرت بانی سلسلہ کے رفیق تھے۔ آپ کی پہلی بیوی نے وفات سے قبل بیعت کرلی۔ اس شادی سے ایک بچی پیدا ہوئی جس کی شادی میاں عبدالحی صاحب ابن حضرت حکیم نورالدین صاحب (امام جماعت اول) سے اور ان کی وفات کے بعد محترم سید محمود اللہ شاہ صاحب (ولد حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب) کے ساتھ عقد ہوا۔ اس بیوی کی وفات کے بعد آپ نے حضرت حکیم نورالدین صاحب کی تحریک پر میاں جیون بٹ صاحب آف امرتسر کی بیٹی کے ساتھ شادی کی جس سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ آپ کے پہلے بیٹے کا نام سلطان محمد ناصر ہے اور دوسرے بیٹے کا نام صلاح الدین مبارک احمد ہے۔

دینی خدمات اور مختصر کوائف وحالات

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو 1900ء میں قادیان کی پہلی بار زیارت کا موقع ملا چنانچہ الحکم میں ہے:

”دارالامان میں آکر فیض اٹھانے والے مسافروں کا سلسلہ اپنے زور پر ہے۔ اللّٰھم زدفزد۔ مشہور و معروف آنے والوں میں سید سرور شاہ صاحب کا نام بھی درج ہے۔“ (الحکم مورخہ 16 جولائی 1900ء)

حضرت بانی سلسلہ کے فیض سے مستفیض ہونے والا یہ وجود پھر ہمیشہ کے لئے اسی کا ہوگیا چنانچہ تادم آخر بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔

خدمات

ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ موسم گرما میں گورداسپور تشریف لے گئے۔ اس سفر میں مولوی سرور شاہ صاحب بھی ہمراہ تھے۔

16 فروری 1902ء کو بسلسلہ مقدمہ کرم دین بھیں حضرت مولانا سرور شاہ صاحب کو بغرض حوالہ جات گورداسپور بھیجا گیا۔

مقدمہ مذکورہ میں جب جہلم کا سفر اختیار کیا گیا تو اس میں حضرت سید سرور شاہ صاحب اور سید عبداللطیف بھی حضور کے ہمراہ تھے۔

(البدر 22 جنوری 1903ء)

1901ء میں حضرت بانی سلسلہ نے طلباء میں تقاریر کا سلسلہ شروع کرایا تا انہیں مذہبی واقفیت پیدا ہو اور یہ سلسلہ ایک سال تک جاری رہا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کی تقاریر ہوتیں۔“ (الحکم 28 جنوری 1902ء)

آپ مدرسہ میں مستقل متعین ہوئے۔

بورڈنگ کا انتظام بھی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے سپرد ہوا۔

جولائی 1906ء میں رسالہ جاری کیا گیا تو اس میں حضرت مولوی صاحب کی تفسیر شائع ہوتی رہی۔ آپ کی تفسیر ستمبر 1912ء تک قریباً دو ہزار یک صد صفحات میں آٹھویں پارے کے پانچویں رکوع تک شائع ہوئی۔

بعدازاں مارچ 1908ء میں ایک رسالہ آپ کی ایڈیٹری میں محض تفسیر کی خاطر جاری کیا گیا جس میں ستمبر 1912ء تک تفسیر شائع ہوئی۔

قلمی خدمات

آپ کی قلمی خدمات مندرجہ ذیل ہیں:
1۔تفسیر کلام پاک۔ 2۔امامت کی تائید میں تصانیف اور مضامین۔ 3۔فتاویٰ۔ 4۔مضامین

آپ کے مضامین بڑی اہمیت کے حامل تھے۔ مسائل شرعیہ کے زیرعنوان آپ کا مضمون تشحیذ الاذہان کے سات پرچوں میں درج ہوا۔ آپ کے مضامین عالمانہ اور محققانہ رنگ رکھتے۔

تعلیمی خدمات

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب ایک متبحر عالم تھے۔ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد آپ کی علمی قدرومنزلت کا بڑا احترام کیا گیا۔ آپ کے علم، زہد و تقویٰ کے باعث 32 سال کی کم عمر میں حضرت بانی سلسلہ کی نظر میں اعلیٰ مقام تھا۔ آپ کی تفسیر مستند قرار پائی اور اس کی اشاعت کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا رہا۔ قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو تعلیم دینے کا بھی آپ کو شرف حاصل ہوا۔

مدرسہ احمدیہ کے قیام پر اولین مدرسین میں شامل ہوئے۔ حضرت بانی سلسلہ کی وفات کے بعد بھی مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر اور پھر مینیجر اور جامعہ احمدیہ کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ کے قیام سے 1939ء تک مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء مربیان اور اس کے بعد تقسیم ملک تک واقفین زندگی آپ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

آپ کے تلامذہ

تقریباً نصف صدی کی تدریسی خدمات آپ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جس کے دوران آپ نے نہایت باکمال اور جید علماء کی ایک نہایت مفید ٹیم تیار کردی جو اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ کے ان شاگردوں کی ایک فہرست مؤلف رفقاء احمد نے حصہ پنجم جلد دوم میں درج کی ہے جو 172 جید اور نامور علماء پر مشتمل ہے۔ یہ علماء اکتساب علم کے بعد دعوت الی اللہ، تدریسی اور انتظامی ذمہ داریوں پر مقرر ہوئے اور آج تک خال خال علماء آپ کی یادگار کے طور پر نظر آتے ہیں جن پر آپ کے علمی نقوش ثبت ہیں تاہم یہ تلامذہ دنیا کے کناروں تک پیغام حق پہنچا کر حضرت بانی سلسلہ کی پیشگوئی کے مصداق بنے۔

خدمات سلسلہ پر ایک طائرانہ نظر

آپ کو تین مبارک زمانوں میں خدمات سلسلہ کی توفیق ملی۔ حضرت بانی سلسلہ کے عہد کی خدمات کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے۔ بعد والے دو عہدوں پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو انتظامی، علمی، تدریسی شعبوں میں نمایاں خدمات ادا کرنے کی توفیق ملی اور خدمات جلیلہ کے پیش نظر آپ کو تاریخ احمدیت میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

عہد امامت اولیٰ

بطور مدرس اور پروفیسر اعلیٰ، ہندوستان کی درسگاہوں کے معائنہ اور مطالعہ کے لئے جانے والے وفود میں شرکت، رکن مجلس تجویز نصاب جامعہ، رسالہ تفسیر کلام پاک اور ریویو آف ریلیجنز میں آپ کی تفسیر 1548 صفحات پر شائع ہوئی۔

عہد امامت ثانیہ

رکن مجلس معتمدین۔ بطور نائب افسر اور افسر پروفیسر اعلیٰ مدرسہ احمدیہ۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ۔ افسر صیغہ مساکین، یتامیٰ و زکوۃ۔ جنرل سیکرٹری۔ ناظر تعلیم و تربیت۔ آپ سمیت تین علماء کے سپرد افتاء کا کام بھی ہوا۔ سیکرٹری مجلس منتظمہ جلسہ سالانہ۔ ناظم جلسہ سالانہ اندرون۔ افسر مال۔ قائم مقام محاسب۔ مہتمم برائے انسداد انفلوئنزا۔ رکن شوریٰ۔ افسر بیوت الذکر مرکزیہ۔ رکن مجلس افتاء۔ مفتی سلسلہ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ پرنسپل جامعۃ الواقفین۔ اسی طرح آپ کو درس کی توفیق بھی ملی۔ دو کتب امامت حقہ اور تائید امامت کے بارہ میں تصنیف فرمائیں۔ گورنروں اور وائسرائے نیز شہزادہ ویلز سے ملاقات کرنے والے وفود میں رکن کی حیثیت سے کام کی توفیق ملی۔ 1919ء میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ کے نظام نو میں بطور ناظر تعلیم و تربیت مقرر فرمایا۔ کئی بار آپ کو امیر مقامی بھی مقرر کیا گیا۔ پہلی مرتبہ جب حضور ڈلہوزی تشریف لے گئے تو 21 جون 1918ء کو آپ کو قادیان کا امیر مقامی مقرر فرمایا۔ (رفقاء احمد جلد دوم ص 49 تا 59)

غرض حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کو دینی، ملی، انتظامی اور تدریسی اور دیگر مختلف محاذوں پر ایک عظیم مجاہد کی حیثیت سے بے مثال قربانی اور خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کی خدمات تاریخ احمدیت کا ایک عظیم سرمایہ ہیں اور آپ کو آنے والی نسلیں ادب و احترام سے یاد رکھیں گی اور یہ کارنامے سنہری حروف سے رقم کئے جائیں گے۔

آپ کی وفات

وفات کے قریب آپ کو کوئی مرض لاحق نہیں ہوا البتہ پیرانہ سالی کے باعث آپ کو ضعف اور نقاہت تھی۔ عجیب عاشقانہ رنگ تھا۔ 18 فروری 1947ء کو نقاہت شروع ہوئی اور آپ یکم جون تک یعنی تین ماہ بارہ دن تک سیدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی مجلس عرفان میں شریک ہوتے رہے اور مجلس میں ہی آپ کو بے ہوشی شروع ہوگئی اور پھر ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ آپ کی وفات بروز جمعہ 3 جون 1947ء کو ہوئی۔ روزنامہ الفضل نے آپ کی وفات پر ''آسمان احمدیت کا ایک درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا'' کے زیرعنوان خبر شائع کی۔

کہا جاتا ہے کہ ''قدر زر زرگر بداند'' وہی کسی کی قدرومنزلت سمجھتا ہے جو مقام شناس ہو۔ حضرت امام جماعت ثانی کے ساتھ ایک لمبے عرصہ کی رفاقت کے ان مٹ نقوش کچھ یوں نظر آتے ہیں:

1۔حضرت امام جماعت ثانی نے اراضی سندھ کے معائنہ کے موقع پر کریم نگر کی ایک گوٹھ کا نام سرور آباد تجویز فرمایا۔

2۔ایک تصنیف میں ذکر۔ مولوی محمد علی صاحب کی تصنیف SPLIT کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

ہر شخص کے لئے آسان نہیں۔ میرے نزدیک ''میں اس امر کے تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں کہ مولوی سید محمد احسن صاحب جماعت کے سب سے بڑے عالم آدمی ہیں۔ علم کا اس رنگ میں فیصلہ کرنا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور قاضی سید امیر حسین صاحب کسی صورت میں مولوی سید محمد احسن صاحب سے کم نہیں۔'' (آئینہ صداقت ص 106)

اسی طرح آپ نے بعض خطبات میں بھی حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا ذکر فرمایا۔

الغرض آپ سچے عاشق سلسلہ تھے۔ آپ کے روئیں روئیں سے عشق و فدائیت کا رنگ نظر آتا تھا۔ آپ عالم باعمل تھے۔ زہد و تقویٰ اور للّٰہیت کا کچھ انداز ہی نرالا تھا۔ تاریخ ایسے وجود بہت کم پیدا کرتی ہے اور جب ایسے وجود جاتے ہیں تو اپنے حسین نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو انہیں ہمیشہ کی زندگی عطا کرکے انہیں زندہ جاوید بنا دیتے ہیں۔

جبرالٹر (Gibralter) ایک نظر میں

محل وقوع:
براعظم یورپ

حدود اربعہ:
جبرالٹر سپین کے جنوبی ساحل پر واقع ہے

جغرافیہ:
جبرالٹر بحیرہ روم میں ایک جزیرہ ہے اور اسے بحیرہ روم کی کنجی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسے مقام پر واقع ہے جہاں یورپ، افریقہ اور ایشیا کے پوائنٹ آپس میں ملتے ہیں۔ جبرالٹر 2.75 میل لمبا اور آدھ میل چوڑا ہے۔ اس کا بلند ترین مقام 1396 فٹ اونچا ہے۔

رقبہ:
6.5 مربع کلومیٹر

آبادی:
30 ہزار نفوس (2000ء)

دارالحکومت:
جبرالٹر

سرکاری زبان:
انگریزی

مذہب:
عیسائیت

مختصر تاریخ

جبرالٹر کو پہلے جبل الطارق کہا جاتا تھا۔ مشہور مسلمان فاتح طارق بن زیاد نے اس علاقے کو فتح کیا۔ بعدازاں یہ سپین کے قبضہ میں چلا گیا۔ 1704ء میں برطانوی ایڈمرل جان روک (Rooke) نے سپین کو شکست دے کر اس پر قبضہ کرلیا۔ 1713ء میں معاہدہ (Utrecht) کے تحت یہ باقاعدہ برطانیہ کے حوالے کردیا گیا۔

1966ء میں سپین نے برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ اس پر سپین کی حاکمیت تسلیم کی جائے جسے برطانیہ نے مسترد کردیا۔ 1967ء میں ایک ریفرنڈم کے ذریعے عوام نے برطانیہ کے ساتھ رہنے کے لیے ووٹ دیا۔ 1969ء سے 1985ء تک سپین نے اس کے ساتھ اپنی سرحدیں بند رکھیں۔

1989ء میں برطانیہ نے اعلان کیا کہ یہاں اس کی فوجیں نصف کردی جائیں گی۔ 1991ء میں برطانیہ نے زمینی فوجیں نکال لیں لیکن فضائیہ اور بحریہ کے اڈے برقرار رہے۔ جبرالٹر میں اہم فضائی اور بحری اڈے قائم تھے۔

1988ء میں جو بوسانو (Joe Bossano) وزیراعلیٰ بنے۔ 30 مئی 1996ء کو جبرالٹر کا نیا آئین نافذ ہوا۔ جس کے تحت ایک ہاؤس

(باقی صفحہ 6 پر)

مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ

فلیٹس کا بڑھتا ہوا رجحان اور بعض مسائل

لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی نہ چھت آپ کی اور نہ فرش آپ کا

ابتدائی سے انسان کی سب سے پہلی یہ خواہش رہی ہے کہ سر چھپانے کے لئے اچھی اور آرام دہ جگہ میسر ہو۔ خواہ یہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو مگر اپنی ہو۔ انسان اس چھوٹے سے گھر کے لئے بعض دفعہ ساری عمر کوشش کرتا ہے۔ بعض دفعہ کامیاب ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نہیں۔ پتھر کے زمانہ سے گزر کے انسان نے غاروں میں رہائش اختیار کی، پھر ٹینٹوں، جھونپڑیوں اور بڑے بڑے مکانوں سے ہوتے ہوئے، بنگلوں، Detached, Semi Detached, Terrace Housing سے ہوتے ہوئے یہ گھر بعض جگہوں پر اب فلیٹ کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ اور یورپ میں تو اب فلیٹ بھی ملنے مشکل ہو گئے ہیں۔ اور گھر Bed-Sit کا رنگ اختیار کر گئے ہیں۔

پرانے وقتوں میں زیادہ تر لوگ چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں رہا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی روزی کے سامان پیدا کرتے تھے۔ جب یورپ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں صنعتی انقلاب آیا۔ تو بیشتر لوگوں نے اچھی سہولتوں کی تلاش میں شہروں کی طرف رجوع کیا۔ برصغیر میں بھی اس رجحان کا 20ویں صدی میں آغاز ہو گیا۔ پہلے پہل جب لوگ شہروں میں روزی کی تلاش کے لئے آتے تھے۔ تو ایک کمرہ میں ایک سے زیادہ لوگوں کے رہنے کا رواج ہونے لگا۔ بعض افراد فٹ پاتھ پر بھی گزارا کر لیتے۔ معاشی حالت بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے اپنی فیملیوں کو دیہاتوں سے شہروں میں منتقل کرنا شروع کیا۔ تو شہروں میں گھروں کی ضرورت میں اضافہ ہوا۔

اس ضرورت کے پیش نظر پہلے تو چھوٹے چھوٹے گھروں کا رواج چلا۔ پھر جیسے جیسے آبادی مسلسل دیہاتوں سے شہروں کی طرف منتقل ہوتی چلی گئی۔ تو چھوٹے گھروں کی جگہ فلیٹس نے لے لی۔ چھوٹے رہائشی یونٹ ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ سارے خاندان کا رہنا ممکن نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح مشترکہ خاندانی نظام کا سسٹم منتشر ہونے لگا۔ فلیٹ کلچر کی چار وجوہات ہو سکتی ہیں۔

1۔ لوگوں کا روزی، معیار زندگی میں بہتری اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیہاتوں سے شہروں کی طرف رجوع۔

2۔ آبادی میں غیر معمولی اضافہ

3۔ شہروں میں رہائشی مکانات کی قلت

4۔ مشترکہ خاندانی نظام کا منتشر ہونا۔ پہلے تین تین نسلیں ایک ہی مکان میں زندگی بسر کر لیتی تھیں۔ مگر اب ہر شادی شدہ جوڑے کی خواہش ہوتی ہے کہ شروع ہی سے اپنا علیحدہ مکان ہو۔

5۔ اکثر پیشہ ور لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی رہائش دفتر کے قریب ہو۔ تاکہ وقت اور کرایہ کی بچت ہو۔

شہروں میں رہائشی مکانات کی قلت سے سرمایہ دار لوگوں نے شروع سے ہی بہت فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے اپنے فائدہ میں غیر معمولی اضافہ کے پیش نظر فلیٹ بہت ہی چھوٹے اور غیر معیاری بنائے۔ لوگوں کی بنیادی سہولتوں کا بھی خیال نہ رکھا۔ لیکن مجبوری کی حالت میں لوگ ان میں آباد ہوتے چلے گئے۔ زیادہ تر کم آمدنی والے لوگ۔ ناسمجھ اور غیر تعلیم یافتہ لوگ جن کو فلیٹوں میں زندگی گزارنے کا کوئی سلیقہ نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے بہت ساری عمارات کوڑے کا ڈھیر بن گئیں۔ جس کی وجہ سے مچھروں، مکھیوں، چوہوں اور بلیوں نے عمارات پر یلغار کر دی۔

1970ء میں جب روٹی، مکان اور کپڑا کا نعرہ بلند کیا گیا۔ تو لوکل کونسلوں نے بھی سیاسی نظام کے ماتحت کم آمدنی والے شہریوں کے لئے فلیٹ بنانے شروع کئے۔ پہلے پہل اس کا زیادہ رواج کراچی میں چلا۔ پھر دوسرے شہروں نے بھی فلیٹ بنانے شروع کر دئے۔ لاہور میں میں نے دیکھا ہے کہ جو فلیٹ بنائے گئے۔ وہ ایک دوسرے سے بہت ہی قریب تھے۔ سورج کی روشنی اور عام لائٹ کو کمروں کے اندر آنے کے نظام کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ پھر بعض دفعہ زیادہ سے زیادہ یونٹ بنانے کی کوشش میں ہوا کے رخ کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اس لئے ایک فلیٹ کے مالک نے کہا ہم پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ جب تک دھوپ، ہوا اور روشنی میسر نہ ہو۔ زندگی کا مزہ نہیں آتا۔ فلیٹ کے چھوٹے چھوٹے کمروں۔ چھوٹی بالکونیوں اور نیچی چھت میں ہمارا دم گھٹتا ہے۔ دوسرے پھر کمروں میں روشنی اور تازہ ہوا کا گزر نہ ہونے کی وجہ سے صحت کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ فلیٹ کا ایریا کم سے کم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاکہ کم سے کم رقبے میں تعمیر سے رقم بچائی جا سکے۔ ان فلیٹس میں تنگی کا احساس بہت ہوتا ہے۔

ہر نظام کے کچھ فوائد اور کچھ نقصانات ہوتے ہیں۔ اسی طرح فلیٹ سسٹم میں بھی کچھ فائدے تو ضرور ہیں۔ گھروں کی نسبت فلیٹ میں سیکیورٹی کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری طرف ان میں تنہائی (Privacy) نہیں ہوتی۔ اگر میاں بیوی میں کوئی جھگڑا ہو گیا۔ تو فوراً سارے بلاک میں اس جھگڑے کی اطلاع ہو جائے گی۔ بعض کا کہنا ہے کہ سب سے بڑا مسئلہ گھر اور گھر والوں کا تحفظ ہوتا ہے۔ جو کہ فلیٹ سسٹم میں تسلی بخش ہے۔ پانی کی سپلائی کا مسئلہ فلیٹ کے نظام میں عام ہے۔

مالی، باورچی، ڈرائیور اور سیکیورٹی گارڈ کے خرچہ کی بچت۔ فلیٹ میں بالکونیوں میں پودے رکھ کر باغبانی کا شوق بھی پورا کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ایشیا میں فلیٹ میں رہنے والوں کو پورا علم ہوتا ہے۔ کہ کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے۔ اور پڑوسی ایک دوسرے سے باخبر ہوتے ہیں۔ لیکن یورپ میں نظام بالکل اس کے برعکس ہے۔ ساتھ والے فلیٹ کو پڑوسی کی موت کا علم تک بھی نہیں ہوتا۔ فلیٹ چونکہ شہر کے سنٹر میں بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے زیادہ آسانی ہو جاتی ہے۔ اور وقت کی بچت بھی ہو جاتی ہے۔ تعلیمی ادارے نزدیک اور ٹرانسپورٹ سسٹم کا اچھا نظام ہوتا ہے اس لئے آمد و رفت میں آسانی ہوتی ہے۔ فلیٹ میں پڑوسیوں سے اچھے تعلقات کے ذرائع میسر ہوتے ہیں۔ تاکہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہو سکیں۔ لیکن اس سہولت کا کم ہی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ پہلے پڑوسی آپ کے دائیں بائیں۔ سامنے اور پیچھے کی طرف ہوتے تھے۔ اور آپ کو جانتے بھی تھے۔ لیکن فلیٹ سسٹم میں اوپر اور نیچے بھی آپ کے پڑوسی ہوتے ہیں۔ بعض حالات میں یہ پڑوسی کم اور اجنبی زیادہ ہوتے ہیں۔ واقفیت تو دور کی بات ہے۔ برسوں وہاں رہنے کے بعد یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کون ہیں۔

انگلستان میں فلیٹ بنانے کا رواج 1960ء میں شروع ہوا۔ بیس بیس پچیس پچیس منزلہ بلاک تعمیر کئے گئے۔ تیس پینتیس سال کے بعد ان بلاکوں میں رہنے والوں کا ایک سروے کیا گیا۔ تو معلوم ہوا جو لوگ فلیٹ میں رہتے ہیں۔ ان میں طلاق، شراب نوشی، بیروزگاری بہت زیادہ جنم لیتی ہے۔ اور وہ لوگ زیادہ تعلیم کے بھی خواہش مند نہیں ہوتے۔ اور معاشرتی مسائل ان لوگوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اور قانون کے خلاف بغاوتی رویہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ ان مشکلات کے پیش نظر 2000ء سے لندن میں بہت ساری لوکل کونسلز نے اپنے علاقہ میں فلیٹس کے بلاک گرا دیئے۔ اور ان کی اب مروجہ گھر تعمیر کر رہی ہیں۔

مشرقی دنیا میں دیکھا گیا ہے۔ کہ فلیٹ کا معیار مغربی ممالک میں بہت ہی کم ہے۔ لوگ کبوتر خانوں (Pigeon Holes) کی طرح فلیٹ میں بند کئے ہوئے ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کو جو جگہ چڑیا گھر میں دی جاتی ہے۔ وہ انسانوں کو فلیٹ میں نہیں دی جاتی۔ انسان جانوروں اور پرندوں کو اچھی سہولتیں مہیا کر کے خوشی محسوس کرتا ہے۔ لیکن اپنی ہم نسل کو ہمیشہ لالچ اور حرص میں چھوٹے چھوٹے فلیٹ میں بند کرنے کی کوشش میں ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جا سکے۔ سکنڈے نیوین ممالک اور یورپ میں حالات مختلف ہیں۔ لوگ فلیٹ کو گھروں کی نسبت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ان کی صفائی کا معیار بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ سیڑھیاں اور داخل ہونے کی جگہ میں ماربل اور ہر طرح کی آرٹ کی پینٹنگ لگائی ہوتی ہیں۔ سیکیورٹی، پانی، ٹیلیفون کا انتظام نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ انگلستان میں تو ہر ایک اپنا گھر خریدنے کی کوشش میں ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے سویڈن میں پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں پرائیویٹ گھر برائے نام ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ساری عمر کی کمائی اینٹ اور سیمنٹ پر لگانے میں کیا عقل مندی ہے۔ اگر آپ نے ضرورت سے زیادہ رقم کما لی ہے۔ تو اس کو اپنی دوسری سہولیات جیسے اچھی کار، سیر و تفریح اور دوسرے شوقوں میں خرچ کریں۔ جہاں تک مکان کا تعلق ہے۔ ہر ماہ تنخواہ میں سے فلیٹ کرایہ پر لے کر کرایہ دیتے چلے جائیں۔ اگر زائد کمائی ہوئی رقم مکان پر خرچ کر دی۔ تو زندگی میں لطف حاصل کرنے کا وقت کب ملے گا؟

فلیٹ بنانے کی سب سے بڑی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جس تناسب سے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ گھر بنانے کی وجہ سے تنگی ہو جائے گی۔ یہ خیال ان لوگوں کا ہے۔ جو فیملی پلاننگ کی اس وجہ سے تائید کرتے ہیں کہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ان کے لئے اناج پیدا کرنا ممکن نہیں ہو گا۔ حالانکہ یہ خیال دین کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور حالات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ زمین میں خوراک پیدا کرنے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اب بھی امریکہ اور یورپ لاکھوں ٹن خوراک ہر سال سمندر میں ضائع کرتے ہیں تاکہ قیمتوں میں زیادتی کو قائم رکھا جائے۔ ورنہ وہی خوراک اس زمین پر انسان کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ اسی طرح گھر بنانے میں زمین کی کمی بالکل نہیں ہے۔ فلیٹ بنا کر انسانوں کو جانوروں کی طرح بند کرنے کی کوئی

ضرورت نہیں۔ مروجہ مکان بنائے جا سکتے ہیں۔ لیکن طاقت ور حکومتیں اور ادارے اپنے مفاد کی خاطر غریب لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

معاشرہ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے۔ خاندانی نظام منتشر ہو چکا ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ بچے اب والدین کے پاس رہنا پسند نہیں کرتے۔ شادی کے فوراً بعد علیحدہ گھر میں چلے جاتے ہیں۔ گھر میں 5-6 بچوں کی اوسط 2 میں بدل گئی ہے۔ میاں بیوی دونوں کام کرتے ہیں اور دونوں کے بنک اکاؤنٹ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ بچوں کی دیکھ بھال کے لئے والدین کے پاس وقت نہیں اس لئے دائی رکھی جاتی ہے۔ اور بچوں کا والدین نے بچپن کا زمانہ چھین لیا ہے۔ گھر میں کھانا کھانے کی بجائے ہوٹلوں میں کھانا کھانے کا رواج چل پڑا ہے۔ گھر میں والد کو پہلے ابو پھر ڈیڈی پھر پاپا اور اب بابا کہا جاتا ہے۔ فون پہلے صرف محلّہ میں ہوتا تھا۔ پھر گھر میں آیا اب گھر میں ہر فرد چھوٹے بڑے کے پاس موبائل کی شکل میں آ گیا ہے۔ گھر میں ٹیلی ویژن صرف نشست گاہ میں ہوتا تھا۔ اب بچے ویڈیو اور ٹیلی ویژن کو اپنے اپنے کمروں میں لے گئے ہیں۔ والدین اگر بچوں کو کوئی نصیحت کریں تو بچے اپنے حقوق پر زور دیتے ہیں۔ اور جنریشن گیپ کی اصطلاح عام استعمال کی جاتی ہے۔

میں نے معاشرے میں کچھ تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے۔ گھروں کی تعمیر نے بھی ان تبدیلیوں کو اپنے اندر سمونا ہے۔ آپ اس بات کو قبول کریں یا نہ کریں کہ فلیٹ بنانے کا رواج بڑھتے جانا ہے۔ اور ایک وقت آئے گا کہ صرف فلیٹ ہی تعمیر کئے جائیں گے۔ فلیٹ کے چھ طرف پڑوسی ہوں گے۔ لیکن نہ ہونے کے برابر۔ آپ کو اپنے فلیٹ کی دیوار پر کام کرنے کے لئے اجازت لینی ہوگی۔ اس فلیٹ میں نہ چھت آپ کی ہوگی اور نہ فرش۔ لیکن بدقسمتی یہ ہوگی کہ آپ کو اس کے لئے لاکھوں اور آئندہ کروڑوں روپے ادا کرنے ہوں گے۔

(بقیہ صفحہ 4)

آف اسمبلی قائم ہوئی اور داخلی امور میں زیادہ خودمختاری دی گئی۔ یکم اکتوبر 1996ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے برطانیہ سے درخواست کی کہ جبرالٹر میں نوآبادیاتی نظام کا خاتمہ کر دیا جائے۔

جبرالٹر میں پاؤنڈ رائج ہے۔ اس کے اپنے کرنسی نوٹ ہیں لیکن سکے برطانوی چلتے ہیں۔ گورنر کے پاس انتظامی اختیارات ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم)

اعجاز احمد کلیم صاحب

رامہ۔ نانگا پربت کے دامن میں ایک گوشہ گمنام

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے پیارے وطن کو بے پناہ اور ناقابل بیان فطری حسن سے مالا مال کیا ہے۔ کراچی سے درہ خنجراب تک، چمن سے لاہور تک اور گوادر سے واخان تک سرزمین پاکستان قدرت کا ایک حسین شاہکار ہے۔ پاکستان کے شمال میں دنیا کے بلند ترین سلسلہ ہائے کوہ واقع ہیں۔ ان کوہستانی سلسلوں کی بلند چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ ان کی سرگوشیاں صرف وہ گہرے بادل ہی سن سکتے ہیں جو ان کے بدن کو سہلاتے ہیں یا اس کا پتہ ان ہواؤں سے پوچھئے جو ان چوٹیوں کی برفوں سے ڈھکے ہوئے کلسوں کو لوریاں دیتے ہوئے گزرتی ہیں۔

جونہی گرمیوں کے موسم کا آغاز ہوتا ہے۔ فطری مناظر کے دلدادہ لوگوں کے دلوں میں نیا جوش و جذبہ جاگنے لگتا ہے۔ نئے علاقے اور مقامات دیکھنے کا شوق نشہ بن کر دل و دماغ کو مخمور کر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ جگہیں اور یہ مقامات ان لوگوں کے لیے مخصوص ہیں جو قدرت کی رعنائیوں کو انتہائی قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش کی آسمان سے باتیں کرتی چوٹیوں کے بیچ وادیوں میں اتر کر ندیوں کے روپہلے پانیوں کے مدھر اور مسحورکن گیت سننا چاہتے ہیں، جو بھیڑ بکریوں اور یاکوں سے بھری چراگاہوں میں صنوبر، پائن اور برچ کے جنگلوں میں تھیم (Thyme) کی مہک سے اپنی سانسوں کو معطر کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں یہ وہ جگہ ہے جہاں لاکھوں سال پہاڑوں سے سر پھوڑنے کے باوجود اباسین (عظیم دریائے سندھ) پوری طرح جوان ہے اور اس کے جاہ و جلال اور شان و شوکت میں ذرہ مُو بھی فرق نہیں آیا۔ یہ جگہیں ان لوگوں کے لیے ہرگز مناسب نہیں جو ہر چیز کو صرف سطحی نظر سے دیکھتے ہیں، صحیح طور پر اس کی جانچ نہیں کر پاتے اور درست قیمت نہیں لگا سکتے۔

ایسی ہی ایک جگہ گلگت کے جنوب مغرب میں اور نانگا پربت کے دامن میں بظاہر نگاہوں سے اوجھل مگر انتہائی خوبصورتی سے اپنے اندر سموئے ہوئے واقع ہے جہاں فطرت نے قوس قزح کے ایسے رنگ بکھیرے ہیں کہ وہاں گزارے ہوئے چند دن انسان پر خوشی اور نشاط کی ناقابل بیان کیفیت طاری کر دیتے ہیں۔ اس کا مختصر حال پیش خدمت ہے۔

رامہ، شمالی علاقہ جات کے ضلع استور (کچھ عرصہ قبل ہی استور کو ضلع کی حیثیت حاصل ہوئی ہے) میں استور کے قصبہ سے قریباً دس کلومیٹر دور مغرب میں واقع ہے۔ گلگت سے استور جانے کے لیے گاڑی دستیاب ہے۔ کرایہ ایک سو بیس روپے ہے۔ ایک سو بارہ کلومیٹر کا یہ فاصلہ تقریباً تین گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ شاہراہ ریشم پر سفر کرتے ہوئے آپ جگلوٹ پہنچتے ہیں۔ جگلوٹ کے قریب ہی تین عظیم پہاڑی سلسلوں یعنی ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش کا سنگم ہے۔

جگلوٹ سے آگے تقریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد بائیں طرف دریائے سندھ کو عبور کر کے سڑک ایک تنگ گھاٹی میں داخل ہوتی ہے جو کہ دریائے استور کے تند اور تیز پانی کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ڈویاں اور ہرچو سے ہوتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد آپ اچانک دائیں جانب استور کی طرف مڑ جاتے ہیں جبکہ سیدھی سڑک گوری کوٹ رٹو اور چلم سے ہوتی ہوئی دیوسائی کی طرف چلی جاتی ہے۔ استور کے بالمقابل دریا کے پرلی طرف فینا کا گاؤں ہے جو کہ بہت سرسبز اور آنکھوں کو تراوٹ بخشنے والی جگہ ہے۔

استور کی طرف مڑنے سے ذرا پہلے پرشنگ کا نالہ استور کے دریا میں شامل ہوتا ہے۔ اس نالے کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے تین سے چار دنوں میں درہ بناک (4964 میٹر) کو عبور کر کے گم چوکے مقام پر پہنچا جا سکتا ہے جو کہ گلگت سکردو روڈ پر کچورہ سے پندرہ کلومیٹر دور واقع ہے۔

استور کے لوگوں کی زبان شینا ہے کچھ لوگ زراعت سے وابستہ ہیں اور کچھ کا ذریعہ معاش مال مویشی ہیں۔ فوج میں ملازمت بھی یہاں کے لوگوں کا اہم پیشہ ہے۔ یہاں کے لوگ بہت مہمان نواز ہیں اور ہر معاملے میں آپ کے لیے معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

استور سے رامہ جانے کے لیے آپ کو جیپ کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ عام طور پر جیپ کا کرایہ آٹھ سو سے ایک ہزار روپے تک ہے۔ لیکن اگر آپ ٹریکنگ کا شوق رکھتے ہیں تو پیدل چلنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ راستے کا صحیح لطف پیدل چلنے میں ہی ہے۔ پتی پورہ اور چونگرہ کے گاؤں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے آپ رامہ کی طرف رواں دواں ہیں راستے کی خوبصورتی اور دلکش مناظر آپ کو تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیں گے۔ پہاڑ ڈھلوانوں پر بنے سرسبز کھیتوں کا نظارہ جنت نظیر ہے۔ اور اپنی مثال آپ ہے۔ اوپر دور پائن کے درخت اس حسن میں مزید اضافے کا باعث ہیں۔ آپ بکھٹ کے گاؤں سے گزر کر کچھ دیر کے بعد رامہ پہنچتے ہیں۔

وہاں پہنچ کر ہی آپ کو اس گمنام جگہ کے قدرتی حسن کا صحیح طور پر اندازہ ہوگا۔ سطح سمندر سے 3150 میٹر بلند ہونے کی وجہ سے رامہ کا مزاج انتہائی سرد ہے۔ جنگلی پھولوں کی بہتات اور ڈھلوانوں پر پائن اور صنوبر کے درخت اس مقام کو اس قابل بناتے ہیں کہ یہاں چند دن فراغت کے گزارے جائیں۔ رامہ سے ایک ٹریک متھاٹ کے درے (4965 میٹر) سے گزر کر متھاٹ گاؤں تک جاتا ہے جہاں سے بآسانی فیری میڈوز بھی پہنچا جا سکتا ہے۔

بلند و بالا پہاڑوں اور درختوں سے گھری اس وادی سے کچھ فاصلے پر رامہ جھیل ہے۔ دو سے اڑھائی گھنٹوں میں پیدل وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔ راستے میں کئی گلیشیئر ہیں جن کو عبور کرنا ایک دلچسپ مرحلہ ہے۔ بعض اوقات نیچے کا منظر ہوش اڑانے کے لیے کافی ہوتا ہے کیونکہ انتہائی گہرائی میں ایک نالہ خوفناک اور گرج دار آواز کے ساتھ پتھروں سے ٹکراتا ہوا بہہ رہا ہے۔ لیکن اگر تھوڑا سا محتاط رہیں تو خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔

جھیل کے راستے میں برف کے قطعات کے بیچ میں برچ کے درختوں کا جنگل ہے۔ برچ کے درخت کی چھال میں یہاں کے مقامی لوگ مکھن اور پنیر لپیٹ کر رکھتے ہیں۔ راستے میں چند جگہ پر استور کے قریبی دیہاتوں سے بعض لوگ مال مویشی لے کر بیٹھے ہیں۔ وہ مئی میں ان اوپری وادیوں میں آتے ہیں اور ستمبر میں واپس چلے جاتے ہیں اس طرح سے یہ لوگ اپنے مویشیوں کے لیے چارے کا بندوبست کرتے ہیں۔ یہ لوگ لسی اور چائے سے اپنے مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔

جھیل کے بالکل قریب ہر طرف برف ہی برف ہے۔ یہاں برف میں بعض اوقات دراڑوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا احتیاط ضروری ہے۔ رامہ جھیل ایک بہت بڑی جھیل ہے جس کے اندر تک دو اطراف میں برفیں اتری ہوئی ہیں۔ جھیل کے روپہلے پانی میں برف پوش پہاڑوں کا عکس انسان پر یکبارگی سحر طاری کر دیتا ہے۔ اس جھیل کو دیکھ کر یہ سوچ شدت سے پیدا ہوتی ہے کہ شاید آسمان نے نیلاہٹیں اسی جھیل سے لی ہوں گی۔

جھیل کے سامنے ہی چونگرہ کی چوٹیوں سے کئی گلیشیئر نیچے کی جانب کئی اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں یہاں سے چونگرہ پہاڑ کی مشرقی سمت میں آپ گلیشیئر تک بھی جا سکتے ہیں جو آپ کے ٹریکنگ کے شوق کی تسکین کے لیے مزید ایک قدم آگے ثابت ہوگا۔

یہ بات آپ کے لیے انتہائی سکون کا باعث ہے کہ آپ نے ان تمام مسحورکن اور دلآویز مناظر سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائی۔ یہ آپ کے لیے انعام ہے قدرت کی طرف سے کہ آپ نے اس جھیل تک پہنچنے کے لیے ایک طویل اور تھکا دینے والے سفر کی صعوبتوں اور تکالیف کو برداشت کیا۔ نانگا پربت کے دامن میں رامہ کا سبزہ، جھیل میں آوارہ بادلوں اور برفانی پہاڑوں کی شبیہ ہمیشہ آپ کے دل پر نقش رہے گی۔ یقیناً یہ منظر بہت نایاب ہے اور کم آنکھوں نے اس کا نظارہ کیا ہے۔ شاید...... بلکہ یقیناً اسی لیے اس کا حسن اور دلکشی باقی ہے۔

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 50479 میں طاہر احمد

ولد محمود احمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر 55 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلشن آباد گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1-6-05 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔موروثی مکان برقبہ 25x50 جس میں ہم 3 بھائی اور 4 بہنیں حصہ دار ہیں۔اس وقت مجھے مبلغ -/8000 روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد طاہر احمد گواہ شد نمبر 1 مظہر احمد وصیت نمبر 35053 گواہ شد نمبر 2 مسعود احمد عابد وصیت نمبر 22272

مسل نمبر 50480 میں ملک کرم دین بشیر

ولد ملک محمد دین مرحوم قوم راجپوت بھٹی پیشہ ریٹائرڈ عمر 77 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن شمس آباد ضلع قصور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 13-7-05 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ زرعی زمین 32 کنال اندازاً مالیتی -/300000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/871 روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔اور مبلغ -/9000 روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد ملک کرم دین بشیر گواہ شد نمبر 1 مشہود احمد بھٹی مربی سلسلہ وصیت نمبر 27380 گواہ شد نمبر 2 خلیل احمد ولد میاں ناظر دین مرحوم ربوہ

مسل نمبر 50481 میں سلیمہ بیگم

زوجہ ملک کرم دین بشیر قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر 67 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن شمس آباد ضلع قصور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 13-7-05 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔حق مہر وصول شدہ -/1400 روپے۔2۔طلائی زیور 5 تولے اندازاً مالیتی -/50000 روپے۔3۔بینک بیلنس -/50000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ سلیمہ بیگم گواہ شد نمبر 1 مشہود احمد بھٹی مربی سلسلہ وصیت نمبر 27380 گواہ شد نمبر 2 ملک کریم دین بشیر خاوند موصیہ

مسل نمبر 50482 میں میاں عبدالمنان

ولد میاں غلام رسول قوم آرائیں پیشہ زرگر + زراعت عمر 30 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرک ضلع اوکاڑہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1-7-05 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/8 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ زرعی اراضی ساڑھے چار ایکڑ مالیتی -/750000 روپے۔2۔مکان مالیتی -/95000 روپے کے 1/2 حصہ مالک ہوں۔3۔مکان مالیتی -/200000 روپے کا 1/2 حصہ کا مالک ہوں۔اس وقت مجھے مبلغ -/9000 روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔اور مبلغ -/16000 روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد عبدالمنان گواہ شد نمبر 1 میاں غلام رسول والد موصی گواہ شد نمبر 2 غلام الرحمٰن ولد میاں غلام رسول

مسل نمبر 50483 میں نصرت منان

زوجہ میاں عبدالمنان قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر 30 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن میرک ضلع اوکاڑہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1-7-05 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/9 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔1۔طلائی زیور 10 تولے مالیتی -/100000 روپے۔2۔حق مہر -/40000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ نصرت منان گواہ شد نمبر 1 میاں غلام رسول ولد میاں سراج الحق گواہ شد نمبر 2 غلام الرحمٰن ولد میاں غلام رسول میرک

مسل نمبر 50484 میں آسیہ راشد

زوجہ راشد بشیر قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر 20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوکاڑہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 23-6-05 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔طلائی زیور 3 تولے 6 ماشہ۔2۔زیور چاندی 6 تولے۔3۔حق مہر -/30000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ آسیہ راشد گواہ شد نمبر 1 راشد بشیر خاوند موصیہ گواہ شد نمبر 2 ارشاد بشیر بھٹی ولد بشیر احمد بھٹی اوکاڑہ

مسل نمبر 50485 میں سمیرا ظہور

زوجہ اظہر اقبال احمد قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر 30 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوکاڑہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 4-6-05 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔1۔طلائی زیور 34 تولے۔2۔حق مہر -/50000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ سمیرا ظہور گواہ شد نمبر 1 اظہر اقبال احمد خاوند موصیہ گواہ شد نمبر 2 ڈاکٹر محمد اقبال ولد شیخ محمد یعقوب اوکاڑہ

مسل نمبر 50486 میں فرحت اطہر

زوجہ اطہر اقبال قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر 34 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوکاڑہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 4-6-04 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔1۔طلائی زیور 15 تولے۔2۔حق مہر -/40000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/1500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ فرحت اطہر گواہ شد نمبر 1 ڈاکٹر محمد اقبال وصیت نمبر 23680 گواہ شد نمبر 2 اطہر اقبال ولد ڈاکٹر محمد اقبال

صفائی ایمان کا حصہ ہے

میتھی کی افادیت

میتھی کے پودے کی کاشت برصغیر کے ہر حصے میں کی جاتی ہے۔ اس کے پتے بطور سبزی بکثرت مستعمل ہیں۔ یہ عموماً سردیوں میں اگتا ہے۔ اس میں تقریباً دو سینٹی میٹر کی لمبی پھلیاں لگتی ہیں۔ جب پھلیاں خشک ہو جاتی ہیں تو زردی مائل خشک رنگ کے بیج نکل آتے ہیں۔ یہی بیج تخم حلبہ کے نام سے مستعمل ہیں۔ یہ خوشبودار اور پانی میں بھگونے سے لعاب پیدا کرتے ہیں۔ ان کی تاثیر گرم خشک ہوتی ہے۔

میتھی کا جوشاندہ حلق کی سوزش، ورم اور درد کیلئے بہت مفید ہے۔ سانس کی گھٹن کم کرتا ہے۔ کھانسی کی شدت دور ہوتی ہے اور معدے کی جلن جاتی رہتی ہے۔ چونکہ پرانی کھانسی کے مریضوں کو معدے میں جلن اور بدہضمی کی شکایت رہتی ہے۔

☆5 گرام میتھی کا سفوف پانی کے ہمراہ استعمال کرائیں اسہال وپیچش میں مفید ہے۔

☆5 گرام میتھی کا سفوف شہد ملا کر کھلائیں۔ کھانسی سینے اور حلق کی خشکی اور تقطیر البول (قطرہ قطرہ پیشاب آنا) میں مفید پایا گیا ہے۔

☆میتھی کا استعمال ضعف اشتہا (بھوک نہ لگنے کی صورت میں) اور ضعف معدہ میں کریں۔ میتھی کھٹی ڈکاروں کو بھی دور کرتی ہے۔

☆ یہ بنیادی طور پر پیشاب آور اور مخرج بلغم ہے اس لئے گردوں کی سوزش میں مفید اور پیشاب لاتی ہے۔

☆میتھی کا مسلسل استعمال خنازیر (کنٹھ مالا) کا بہترین علاج ہے۔ اس کے ساتھ اگر شہد اور زیتون کا تیل بھی شامل کر لیا جائے تو جلد فائدہ ہوگا۔

میتھی کھانے سے ذیابیطس کی شدت میں کمی آتی ہے۔ تجربات سے معلوم ہوا کہ میتھی استعمال کرنے والے شکر کے مریضوں کے پیشاب میں برائے نام شکر رہ گئی۔

ذیابیطس سے روک تھام کا نسخہ

کلونجی 10 گرام
تخم کاسنی 5 گرام
تخم میتھی 5 گرام

ان تینوں کا سفوف بنا کر صبح وشام 3 گرام کھلائیں۔

میتھی میں بعض اجزا تاثیر کے لحاظ سے مچھلی کے تیل (کاڈ لیور آئل) جیسے ہوتے ہیں، یعنی ان سے جسم کی قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے۔ میتھی میں سکون بخش صلاحیت بھی پائی جاتی ہے۔ اس میں پیشاب آور الکلائڈ ٹریگونے لین (Trigonelline) بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے لعاب میں جھائیوں کی سوزش ورم اور گردوں کی سوزش (انفیکشن) دور کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ یہی لعاب آنتوں کی جلن گیس اور پرانی پیچش میں بھی سکون بخش ثابت ہوتا ہے۔

ملکی اخبارات سے
خبریں

پاکستانی اور اسرائیلی وزراء خارجہ کی ملاقات

وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری نے استنبول میں اسرائیل کے وزیر خارجہ سلوان شالوم سے ملاقات کی۔ یہ غیر رسمی ملاقات فور سیزنز نامی ہوٹل میں ایک عشائیے میں ہوئی۔ یہ دونوں ملکوں کے درمیان پہلا اعلیٰ سطحی سرکاری رابطہ ہے اسرائیلی وزیر خارجہ نے ملاقات کو تاریخی لمحہ اور امن کی راہ میں ایک اہم پیشرفت قرار دیا اور کہا کہ پاکستانی ہم منصب سے ملاقات انتہائی اہم ہے کیونکہ پاکستان اسلامی دنیا کا ایک بڑا ملک ہے۔ خورشید قصوری نے کہا پاکستان فلسطینیوں اور اسرائیل کے درمیان سلامتی کے عمل میں اپنا کردار ادا کر سکے گا صدر مشرف اس سلسلے میں پوری کوشش کرینگے۔

اسرائیل کو تسلیم نہیں کرینگے

صدر جنرل مشرف نے کہا ہے کہ پاکستان آزاد فلسطینی ریاست کے قیام تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گا کوئٹہ میں عمائدین کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فلسطینی ریاست کے قیام کے بعد پاکستان دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ اسرائیل کو تسلیم کرے گا۔

ڈیوٹی فری سیمنٹ اور 50 ہزار ٹن چینی کی اجازت

اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں کئی اہم فیصلے کئے گئے جن میں سیمنٹ کی ڈیوٹی فری اور ود ہولڈنگ ٹیکس فری درآمد کی اجازت دے دی گئی ہے اور ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان سے کہا گیا ہے کہ رمضان المبارک سے پہلے پہلے 50 ہزار ٹن چینی مقامی مارکیٹ میں فروخت کرے اور اگر ضروری ہو تو دوبارہ چینی کی درآمد کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اس موقع پر وزیراعظم شوکت عزیز نے ہدایت کی کہ چاروں وزراء اعلیٰ اشیائے صرف کی قیمتوں کو کنٹرول میں رکھنے کے اقدامات کریں۔

پاکستان سمیت عالمی برادری کا سانحہ بغداد پر اظہار افسوس

پاکستان سمیت عالمی برادری نے عراق کے دارالحکومت بغداد میں ایک مذہبی تقریب پر مارٹر حملے اور بھگدڑ کے نتیجہ میں ایک ہزار افراد کی ہلاکت کے واقعہ پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

مدارس کے سند یافتہ لوگوں پر پابندی خوش آئندہ ہے

امریکہ نے صدر مشرف کی پاکستان میں دینی اصلاحات اور نظام تعلیم میں مثبت تبدیلی کے اقدامات کو خوش آئند قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ واشنگٹن اس حوالے سے اسلام آباد کے ساتھ قریبی تعاون میں ہے۔ وائٹ ہاؤس کے ترجمان مک کارمک نے معمول کی پریس بریفنگ کے دوران پاکستان میں مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے کئے گئے سوال کے جواب میں کہا کہ صدر مشرف اور ان کی حکومت پاکستان کے نظام تعلیم میں مثبت تبدیلی لانے کا کام کر رہی ہے۔ دینی مدارس کے سند یافتہ لوگوں پر پاکستانی سیاست میں پابندی ایک مثبت اقدام ہے جس کے باعث پاکستان کے آئینی اداروں سے انتہا پسندی کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

شامی سرحد کے قریب امریکی بمباری

شامی سرحد کے قریب امریکی ایف 18 طیاروں کے فضائی حملوں میں ریلوے سٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو گیا اور امریکی فوج نے دعویٰ کیا ہے کہ وہاں موجود القاعدہ کے کم از کم 50۔ارکان ہلاک ہو گئے ہیں۔ عرب ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق امریکی فوج کا کہنا ہے کہ اسے باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی تھی کہ القاعدہ کے 50 ارکان کو کسی جگہ لے جانے کیلئے ریلوے سٹیشن کی عمارت میں جمع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایف 18 طیاروں نے 500 پونڈ وزنی بم گرائے گئے۔ عراقی حکام کے مطابق یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ مرنے والے القاعدہ کے لوگ تھے۔

امریکہ تائیوان کو ہتھیار فراہم نہ کرے

چین نے کہا ہے کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل نہیں ہوگا اور نہ ہی ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال میں پہل کرے گا۔ فرانسیسی خبر رساں ادارے کے مطابق چینی اعلیٰ حکام نے اپنے ایک بیان کیا ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کے حوالے بیجنگ کی پالیسی تبدیل نہیں ہوگی۔

ایرانی صدر کو امریکی ویزا دینے کا فیصلہ

امریکہ نے ایرانی صدر محمود احمدی نژاد کو اقوام متحدہ کے اجلاس میں شرکت کی اجازت دے دی ہے امریکی ٹی وی نے محکمہ خارجہ کے حوالے سے کہا ہے کہ امیگریشن اور نیچرلائزیشن ایکٹ کے تحت ایرانی صدر امریکی ویزے کے اہل نہیں لیکن امریکی حکومت نے انہیں محدود ویزا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

کتابوں کا میلہ

مورخہ 4 تا 6 ستمبر 2005ء بروز اتوار سوموار منگل خلافت لائبریری میں Oxford University Press کا بک فیئر (Book Fair) منعقد ہوگا۔

جس کے اوقات کار درج ذیل ہونگے

صبح 8:00 بجے	تا 10:30 بجے	مرد حضرات
صبح 10:30 بجے	تا 12:30 بجے	خواتین
دوپہر 12:30 بجے	تا 1:30 بجے	وقفہ
دوپہر 1:30 بجے	تا 5:00 بجے	مرد حضرات
شام 5:00 بجے	تا 8:00 بجے	خواتین
رات 8:00 بجے	تا 10:00 بجے	مرد حضرات

(انچارج خلافت لائبریری)

ربوہ میں طلوع وغروب 2 ستمبر 2005ء

طلوع فجر	4:18
طلوع آفتاب	5:42
زوال آفتاب	12:08
غروب آفتاب	6:35

Best Return of your Money
انصاف کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شوروم 04524-213961

چاندی میں الیس اللہ کی انگوٹھیوں کی قیمتوں میں حیرت انگیز کمی
فرحت علی جیولرز
اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 04524-213158

پریمیئر ایکسچینج کمپنی، بی، پرائیویٹ لمیٹڈ
ڈالر، سٹرلنگ پاؤنڈ، یورو، کینیڈین ڈالر و دیگر
فارن کرنسی کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
بوتا مارکیٹ نزد نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ (دکان گلی کے اندر ہے)
فون: 04524-212974-215068

C.P.L 29FD